حضرت مفتی صاحبؒ کے بارے میں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے اور آئندہ بھی بہت کچھ لکھا جائے گا۔ کیونکہ کردار و گفتار کے غازی‘ عظمتوں کے امین‘ قافلوں کے امیر عزم و ہمت کے ہمالیہ‘ اخلاص و تقویٰ کے پہاڑ‘ سیرت و اخلاق کے اعلیٰ نمونے‘ اسلاف کی روایات کے پاسبان جیسی عظیم صفات کے حامل کردار کبھی گرد فنا سے اَٹ نہیں سکتے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کا روشن کردار بھی صبح کے ستارے کی طرح ہمیشہ روشن اور چمکتا و دمکتا رہے گا۔ تاریخ ہمیشہ آپکے نام کی تعظیم کرے گی اور آنے والے قافلے آپ جیسے شہیدان وفا سے عزم ہمت کی جلا پاتے رہیں گے۔ شہادت کے چند لمحوں بعد یہ دردناک اطلاع حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو پہونچ گئی۔ دار العلوم حقانیہ میں اس اطلاع سے غم و رنج کی فضا چھا گئی۔ حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ اولین پرواز سے کراچی پہونچ گئے‘ نہ صرف جنازہ اور تدفین میں شرکت کی بلکہ جنازہ سے قبل جسد مبارک کے ساتھ کھڑے ہوکر حاضرین جنازہ سے دردناک خطاب بھی فرمایا اور دو دن تک جامعہ بنوری ٹاؤن کے اکابرین کے ساتھ بیٹھ کر شریکِ غم رہے‘ دار العلوم میں تعزیتی تقریب میں ایصال ثواب کا اہتمام کیا گیا۔ ادارہ آپ کے صاحبزادگان‘ پسماندگان اور استاذ محترم حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب مدظلہ سے دلی تعزیت کرتا ہے۔ ع حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

تبلیغی جماعت اور اکابر علماء کی یادگار

حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کی رحلت

یادگار اسلاف‘ عالم بے بدل‘ فقیہہ زمانہ‘ مبلغ دوراں‘ داعی خیر‘ حسن و جمال کے پیکر‘ علم و عمل کی تصویر اور آسمان رشد و ہدایت کے آفتاب و مہتاب حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ بھی طویل علالت کے بعد نیم جاں امت کو روتے ہوئے داغِ مفارقت دے گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ع دیکھو جسے ہے راہِ فنا کی طرف رواں

پرانے چراغوں میں سے صرف آپ ہی تنہا ضو فشانی کیلئے باقی رہ گئے تھے۔ سو طوفانِ اجل کی ’’مہربانیوں‘‘ سے یہ چراغ بھی گل ہوگیا‘ اور فانوس زندگی کی لو اور بھی کم پڑ گئی اور ظلمتِ شب کی سیاہی اور بڑھی۔

ع اک چراغ اور بجھا اور بڑھی تاریکی

کاروانِ آخرت کا ایک اور مسافر منزل سر کر گیا اور تنزل و ابتری کا شکار معاشرہ اور فسق و فجور میں ڈوبی ہوئی قوم میں دعوت و تبلیغ کا بلند و بالا مینار بھی بالآخر منہدم ہوگیا۔ قحط الرجال محاورے کے خول سے نکل کر حقیقت کا روپ دھار گیا‘ پشاور سے لے کر کراچی تک اور آس پاس کے پڑوسی ممالک میں بھی ذرا نظر دوڑائیے تو آپ کو وہ کچھ نظر نہیں آئے گا جس کی نگاہ عادی ہوگئی تھی اور جن کی توجہ سے یخ بستہ اور مردہ دلوں میں حدت اور زندگی کی نمو ہوتی تھی۔ معلوم